حضرت اولو العزم کا سفر ڈلہوزی

حضرت اولو العزم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جب بمبئی سے واپس تشریف لائے تو ڈاکٹروں کا مشورہ تھا کہ کچھ عرصہ کے لئے حضور پہاڑ پر تشریف لیجائیں۔ چنانچہ حضرت کا منشا تھا کہ براہ راست بٹالہ سے ڈلہوزی چلے جائیں لیکن آخر قادیان تشریف لے گئے اور آپ نے پسند فرمایا کہ ۲۱ جون ۱۹۱۸ء تک قادیان قیام فرما دیں چنانچہ ۲۱ جون ۱۹۱۸ء کو جمعہ آپ نے پڑھایا۔ اور جمعہ کے خطبہ میں حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے۔ یہ خطبہ انشاء اللہ العزیز ہم عنقریب الفضل شائع کر دیگا۔

ہفتہ ۲۲ جون ۱۹۱۸ء کا دن آپ نے روانگی کے لئے مقرر فرمایا

چنانچہ عصر کی نماز کے بعد ۶ بجے کے قریب حضور روانگی کے ارادہ سے نکلے اور سیدھے مقبرہ بہشتی میں پہنچے۔ جماعت ساتھ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دیر تک آپ نے معہ جماعت دعا فرمائی اور پھر شہر کو واپس ہوئے اور احمدی چوک میں سے گذر کر قصبہ کے باہر نکلے اور کیمپ میدان میں مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز فریضہ آپ نے

تقرر امیر جماعت قادیان

کے متعلق مختصر سی تقریر کی۔ فرمایا۔

میں نے اس وقت کچھ کہنے کا ارادہ نہیں کیا تھا مگر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق کہ جب آپ باہر تشریف لیجاتے تو کسی کو امیر مقرر فرماتے۔ امیر مقرر کرتا ہے آج کل لوگوں کے خیال بہت وسیع ہو گئے

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر شائع ہوا

پہلی مثال - اسوقت نار آگ کی - آنکھ بھی ہے - اور اس کے دکھانے کے لئے روشنی بھی - مگر ایسا ہوا کہ آنکھوں کا نور بھی جاتا رہا - تو اب بیرونی روشنی بھی اُن کے کام نہیں آئیگی (بنورہم کے معنے ان کی آگ بجھا دینا غلط ہیں) - اگر نور رہتا تو امید ہو سکتی تھی - کہ پھر دیکھ لینگے - مگر جب نور ہی نہ رہا - تو ترکھم فی ظلمت اور صم بکم عمی اسکا نتیجہ ہے -

دوسری مثال - جب دلائل سنے - نشانات کا غلبہ دیکھا تو اسلام کیطرف متوجہ ہوئے - اور اگر کوئی مشکل دیکھی تو پیچھے ہٹ گئے - یہ کلما اضاء لھم مشوا فیہ و اذا اظلم علیھم قاموا کے مصداق ہیں ان کی بینائی ابھی نہیں گئی - اس لئے فرمایا - لو شاء اللہ لذھب بسمعھم و ابصارھم - (ب) البرق چمکنے والی بجلی (ج) رعد گرج کو کہتے ہیں +

موجودہ جنگ* میں پہلی تاریخ

محکمہ ڈاک اور خبر رسانی

آجکل ہماری عادل اور مہربان گورنمنٹ نے جس خوبی سے ڈاک کا انتظام کیا ہے اسکی نظیر تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے - یہ جنگ جو کہ دراصل عالم ثانی میں داخل ہونیکا دروازہ ہے - اور جہاں موت کے فرشتے بڑی تیزی سے اپنا کام کر رہے ہیں جہاں خون کے دریا بہہ رہے ہیں - اور آگ اور گولیوں کے مینہ برس رہے ہیں جہاں کی دنیا میں کہہ سکتا ہوں ایک رنگ میں بالکل نرالی دنیا ہے - اس جگہ بھی ہماری سرکار دولتمدار نے اس خوبی سے ڈاک کا انتظام کیا ہے - کہ گولی برس رہی ہے - مگر ساتھ ہی ڈاک بھی تقسیم ہو رہی ہے ایک شخص جو کہ وطن سے دور ملک سے دور رشتہ داروں اور عزیزو اقارب سے دور ہے - ایک خطرناک میدان میں کام کر رہا ہے - اسکو کچھ علم نہیں کہ اسکو کتنے منٹ دنیا میں رہنا ہے - اسوقت وہ اپنے اندر اگر کوئی گھبراہٹ محسوس کرتا ہے - تو یہی کہ میں اسوقت اپنے گھر کے کسی آدمی کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دیکھ لوں - شاباش! اے مہربان گورنمنٹ کہ اسکی یہ خواہش رد نہیں کیجاتی - بلکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد پوسٹ مین ایک خط لاکر دیدیتا ہے - اس محکمہ میں ہزاروں لاکھوں آدمی کام کر رہے ہیں - کروڑوں کی تعداد میں خطوط آتے اور جاتے ہیں -

میں آپکو یہ بتانا چاہتا ہوں - کہ محکمہ جنگ میں اس محکمہ کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے - یہ محکمہ اس سے بہت پہلے آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال قبل جاری کیا گیا اور اسکا نام برید رکھا - یہ برید اسلام کے زمانہ میں موجودہ طریق سے کسی قدر جدا ہے - اس زمانہ میں ڈاک بیجانے اور لانیکا انتظام اونٹوں پر کیا جاتا تھا -

مگر زیادہ تر یہ محکمہ جنگی خبریں حاصل کیا کرتا تھا - خلفاء بعض مختلف ممالک میں امیر یا والی مقرر کیا کرتے تھے - ان کے حالات معلوم کرنے کیلئے جنگ میں دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کا دریافت کرنیکے لئے یہ محکمہ ایسا باقتدار تھا - کہ اپنی خبروں کیوجہ سے ایک آن میں جنگ کرا سکتا تھا - حضرت معاویہ نے تو اس محکمہ میں بہت سی ترقیاں پیدا کر دیں تھیں - مصر عراق فارس وغیرہ ممالک میں اس محکمہ برید کے ہیڈ آفس قائم تھے - آخر ہوتے ہوتے یہ محکمہ ہارون رشید کے زمانے میں یہانتک ترقی کر گیا - کہ طاہر ذی الیمینین نے جبکہ مامون مسند خلافت پر بیٹھا تو اس کے خطبہ خلافت نہ پڑھا تو محکمہ خبر رسانی نے فوراً اس خبر کو مامون تک پہنچا دیا - یہ محکمہ خلفاء کے احکام گورنروں کو اور گورنروں کی خبریں نہایت سرعت سے اکناف ملک میں پہنچا دیتے تھے - خلفاء اس محکمہ کی افسری کا کام سوائے اپنے بیٹوں کے کسی کو نہ دیتے تھے - حتےٰ کہ بنو عباس نے تو یہانتک اس محکمہ کو ترقی دی کہ خود اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا - اس محکمہ کا افسر سب سے پہلے رازداری کے حالات سوائے بادشاہ کے کسی پر ظاہر نہ کرتا تھا -

محکمہ برید کے افسر اپنے درمیان کوئی نہ کوئی خاص راز کی بات رکھتے تھے - چنانچہ ابو مسلم خراسانی جبکہ منصور کے دربار میں پیش ہونے کیلئے بلایا گیا - تو اس نے اپنا قائم مقام ابا النصر مالک بن الہشیم کو بنا دیا - اور اسکو کہا کہ جو میرا خط آئیگا - اسپر نصف مہر ہوگی - اور جعلی خط پر پوری مہر ہوگی - خبر رسانی کا محکمہ ایک بھاری صیغہ ہوتا تھا - اسکا افسر بہت سے ماتحتوں اور بیش قرار اخراجات کا حاجتمند ہوتا - اس محکمہ کا افسر رستوں کی حفاظت کرتا - چوروں - لٹیروں - ڈاکوؤں سے بچاتا - خشکی و تری میں جاسوسوں کو گرفتار کرتا - سرحدوں کا انتظام کرتا - تیز سواریوں کے ذریعہ ڈاک کا انتظام قائم رکھتا + (باقی آئندہ)

حضرت خلیفۃ المسیح بمعہ ضلع ڈلہوزی خیریت سے پہنچ گئے ہیں - ۲۷ - جون کو تار آگیا ہے +

ــــــــــــ

لہ - نحویوں نے لکھا ہے - کہ الذی جمع کے لئے بھی آتا ہے +

کٹک میں احمدیوں کی کامیابی اور حکام کا شکریہ

الفضل کے کالموں میں احمدیان کٹک پر مظالم کی داستان چھپ چکی ہے ۔ خود اہلحدیث نے ہمارے مخالفین کے خونی آشام ارادوں کی ترجمانی کی تھی ۔ مقدمے نے طول پکڑا چھپے چھپے گئے مخالفین نے جبہ کی چھپی ہوئی اپیلیں ہر طرف ۔ قادیانی شروع کیں اڑیسہ کا سب سے بڑا وکیل جو کسی رمان میں انڈیا کونسل کا ممبر بھی رہ چکا تھا ہمارے مقابل تھا ۔ اڑیسہ کا سب سے بڑا مسلمان متمول اور بڑے بڑے معاملہ باز اور مقدمہ ساز ہمہ تن مصروف بیکار ۔ لاہور کے دوست نما دشمن آوازے کس رہے تھے کہ یہ ” میاں محمود “ کے بوئے ہوئے کانٹے ہیں سارے اڑیسہ میں ” قادیانی مقدمہ “ بچہ بچہ کی زبان پر تھا ۔

لیکن دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے محض فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت سے احمدیوں کو کامیابی عطا کی ۔ اور حاکم نے ہمارے مخالفین کی چالبازیوں اور مفسدہ پردازیوں کا اعلان خود فیصلہ میں کیا ہے ۔ ایک مسجد جو احمدیوں کے لئے بند کر دی گئی تھی ۔ اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دیدی ہے ۔

ہم تہ دل سے گورنمنٹ اور اس کے نیکدل حکام کے مشکور ہیں ۔ یہ سب حضرت فضل عمر کی دعاؤں کی برکت ہے ۔

اللّٰھم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل آمین ۔ عبدالحلیم کٹکی ۔ (الفضل)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والئی پٹیالہ نے مندرجہ ذیل تار لنڈن سے ۸ اجون ۱۹۱۸ء کو فارن سیکرٹری پٹیالہ کے نام روانہ کیا ہے

جسکو انہوں نے ہمارے پاس درج کرنے کے لئے روانہ کیا ہے

ہندوستان سے روانہ ہونے سے پیشتر مجھے اس بات کا علم تھا کہ جنگ کے متعلق کئی افواہیں پھیلی ہوئی تھیں ۔ چونکہ مجھے ذاتی طور پر صورت حالات کے مطالعہ کا فخر حاصل ہوا ہے اس لئے میں اپنے ہموطنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ غنیم کے مقابلے میں ہماری حالت کیسی ہے فرانس میں اتحادیوں نے غنیم کے پیرس میں داخل ہونے کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے ۔ اور اسے بڑے بھاری نقصانات پہنچائے ہیں ۔ امریکہ سے کثیر التعداد فوج پہنچ گئی ہے اور ہر روز برابر آ رہی ہے ۔ ہماری فوجی ریزرو جو کثیر تعداد میں میدان جنگ میں موجود ہیں ۔ ابھی تک شریک جنگ نہیں ہوئے اور ہم صورت حالات کا مقابلہ نہایت اطمینان سے کر سکتے ہیں ۔ بہادر اطالوی فوج کے خلاف آسٹریا کی جارحانہ کارروائی بالکل ناکام ثابت ہوئی ہے ۔ کیونکہ تین روز کی شدید جنگ کے بعد وہ عملی طور پر کوئی اثر پیدا نہیں کر سکے ۔ بلکہ ان کی بہت سی توپیں اور قیدی اطالوی فوج کے ہاتھ آئے ہیں ۔

تحفہ رمضان

درخواست دعا

عزیزم محمد ابراہیم علی جو کہ پہلے عمارہ میں انڈین جنرل ہسپتال میں کام کرتا تھا اب وہاں سے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ وہاں سے روانگی کے وقت کے خطوط میں مخلصین الحکم سے اپنی صحت و عافیت کے لئے دعا کا خواستگار ہے مجھے امید ہے کہ محبین الحکم اپنے خادم کو جو اتنے دور سے درخواست کرتا ہے ضرور خاص خاص نفوس میں یاد رکھیں گے

(خاکسار شیخ محمود احمد)

خریداران الحکم

توجہ فرمادیں الحکم خدا کے فضل سے پابندی وقت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر شائع ہو رہا ہے اور باکوئن مہیا ہوتا ہے جن احباب نے اب تک قیمت ادا نہیں کی وہ دفتر سے جاری شدہ وی پی ادا کر ممنون فرمادیں۔ یعقوب علی

قادیان میں رہنے کیلئے نادر موقع

دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کے واسطے ایک کلرک کی ضرورت ہے جس کا گریڈ عـ۱۵ تا عـ۲۵ اور ترقی دو سالہ دو روپیہ ماہوار ہوگی درخواست کنندہ دفتر کے کاروبار سے واقف ہونے کے علاوہ حساب میں ہوشیار اور محنتی اور دیانتدار اور امین ہونا چاہئے کم از کم انگریزی مڈل پاس ہو۔ درخواست محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں ارسال کرنی چاہیئے والسلام خاکسار برکت علی اسسٹنٹ کلرک دفتر محاسب

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور ہر ایک مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے اور یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضروریات اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ عاشق قرآن کریم حضرت مولینا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغفور کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات . . . . جمع کئے گئے ہیں کیا آپ نے ابتک ان ملفوظات کو نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نہایت لطف ہے پارہ ۲۴ سے ۳۰ تک اور ۱۵ اور ۱۶ اور ۱۷ پارے شائع ہو چکے ہیں۔ ۳۰ وان پارہ سردست ال نہیں سکتا لیکن ۲۴ سے ۲۹ تک اور ۱۵-۱۶-۱۷ پارے مل سکتے ہیں جو فی پارہ ایک روپیہ ہے لیکن رمضان شریف میں ۲۴ سے ۲۹ تک اور ۱۵ اور ۱۶-۱۷ تینوں پارے فی پارہ عہ کے حساب سے ملیں گے احباب جلد دفتر الحکم میں درخواست بھیجکر منگوالیں

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے طلب فرماویں

درخواست دعا

چند روز سے میری طبیعت علیل ہے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جسمانی و روحانی بیماریوں سے نجات بخشے۔

خاکسار کاتب سلطان علی احمدی (دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور)

ہیں اس سے وسعت حوصلہ مراد نہیں بلکہ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں اسی سے میری ان کے خیالات کی وسعت مراد ہے اس کو ڈرا کہ ایک کے یقین سے اور نتائج نہ نکالیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ آپ ہمیشہ مختلف امیر مقرر کرتے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک جسکو ایک مرتبہ امیر مقرر کرتے دوبارہ اس کو اس کی ناقابلیت کی وجہ سے مقرر نہ فرماتے۔ بلکہ آپ کبھی ایک کو مقرر فرماتے پھر کسی اور کو اور پھر کبھی اسی کو۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی خاص شخص مدنظر نہ ہوتا تھا۔ اور دوسرے جس کو مقرر کیا جاتا اس میں عجب پیدا نہ ہو۔ ایک وقت حضرت ابوبکرؓ امیر ہیں دوسرے وقت میں اسامہ ابن زید کے ماتحت ہیں۔ اس طریق سے عجب پیدا نہیں ہوتا اور دوسرے سب میں اطاعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے کبھی آپ نے ایسے شخص کو امیر بنایا کہ بظاہر اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اس میں بھی یہ سر تھا کہ آپ جماعت میں اطاعت اور انکساری پیدا کرنا چاہتے تھے اور عجب سے بچانا چاہتے تھے۔ آپس میں اطاعت مشکل ہوتی ہے اس لئے آپ نے اطاعت سکھانے کے لئے یہ طریق اختیار کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر کام حکمت اور جماعت کی تعلیم و تزکیہ پر مبنی تھا۔ پس یہ امر بہت روشن اور بابرکت ہے اسی سنت کے موافق میں نے ارادہ کیا کہ اس مرتبہ اور امیر مقرر کردوں۔ اس سفر کے دوران میں قادیان کی جماعت کے لئے میں ایک امیر مقرر کرتا ہوں ابھی باہر میں نے اس سلسلہ کو رائج نہیں کیا۔ صرف قادیان کی جماعت کے لئے یہ امیر ہے۔ نہ کہ ساری جماعتوں کے لئے امیر۔ اس سے سبق لینا کہ ہر جگہ کے لئے امیر مقرر ہوں۔

لاہور۔ سیالکوٹ۔ فیروزپور ہر جگہ کے لئے امیر ہوں۔ بلکہ ہر گاؤں میں امیر ہو۔ فی الحال یہ قادیان کے متعلق اس دوران سفر کا انتظام ہے اور اس دوران سفر میں مولوی سید سرور شاہ صاحب امیر ہوں گے جس قدر جماعت کے لوگ ہیں اور دفتر والے لوگ ضروری امور میں ان سے مشورہ کریں۔ آپس میں محبت اور آشتی سے رہیں باہر مبلغ بھیجنے کا ان کا کام ہوگا۔

اس تقرر امیر کے بعد حضور نے احباب کو مصافحہ کر کے رخصت کیا۔ اور تانگہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

آپ کے ہمرکاب خدام

جن لوگوں کو حضور کی معیت میں جانے کی عزت اور سعادت نصیب ہوئی ہے ان میں خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں میں بھی اس عاجز کو عزت ملتی رہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے اس سعادت سے محروم نہ فرمایا اور حضرت خلیفہ ثانی نے بھی مجھے بہرہ مند فرمایا۔ دہلی کے ڈیپوٹیشن کے سفر میں میں بمبئی تھا مجھے تار کے ذریعہ حاضری کی عزت دی۔ اور فرمایا کہ تم یہ نہ کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں میں ساتھ تھا۔ اس موقعہ پر شامل ہونے کا موقعہ نہ ملا۔ یہ حضور کی شفقت کے کلمات تھے سفر بمبئی البتہ ایک سفر تھا کہ میں ہمرکاب نہ تھا۔

بہرحال اس سفر میں حضرت صاحبزادگان مرزا بشیر احمد صاحب مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ مولوی شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصری فاضل۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی۔ مولوی عطا محمد صاحب اور میاں مولا بخش باورچی۔ نیاز محمد خادم آپ کے ہمراہ ہیں۔

قادیان سے بٹالہ

قادیان سے سوار ہونے کے ساتھ جھکڑ اور بارش کا ایک طوفان آتا نظر آتا تھا۔ جھکڑ تو شروع ہو گیا کسی قدر ترشح بھی ہونے لگا۔ خیال تھا کہ اس حالت میں سفر شاید ملتوی ہو جائے مگر میں نے دیکھا ہے اور سالہا سال سے اس امر کا مشاہدہ کیا ہے کہ

اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا آگے ہی آگے جاتا ہے

اور جو عزم کر لیتا ہے اس کو توڑتا نہیں۔

یاد حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بھی عادت شریف تھی ایک مرتبہ جب کرم دین سے مقدمات کا سلسلہ جاری تھا۔ اور وہ لمبا ہو گیا۔ حضرت کو ایک تاریخ پر قادیان سے تشریف لیجانا تھا۔ ایک دو روز پیشتر اس قدر بارش ہوئی کہ راستہ ناقابل گذر اور دشوار گذار بن گیا۔ سڑک پر سیلاب جاری تھا۔ جو احباب گورداسپور مقیم تھے اونہوں نے خاص آدمی قادیان حضرت کو اطلاع کرنے کے لئے بھیجا کہ بارش بہت ہوئی ہے راستہ خراب ہے حضور تشریف نہ لاویں۔ اس سیلاب میں ہمارے بعض دوست گلے تک پانی میں گذر کر گورداسپور پہونچے ان میں منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ کے مخلص ترین دوست بھی تھے۔ حضرت کو یہ خبر اس وقت پہونچی کہ حضور قادیان کے قصبہ سے باہر نکل چکے تھے اور بٹالہ کی سڑک پر طوفان نما سیلاب جاری تھا آپنے سن کر فرمایا۔

نبی جب کمر باندھ لیتے ہیں تو کھولتے نہیں اور وہ اپنا عزم نہیں توڑتے

آج نبوت کے مسئلہ پر چہ میگوئیاں کرنے والے جو چاہیں کہہ لیں لیکن اگر خدا کا خوف ان کے دل میں ہو تو اس واقعہ کو جھٹلا نہیں سکتے۔ غرض حضرت اولو العزم موسم کی اس خرابی کی حالت میں قادیان سے روانہ ہو پڑے مگر تھوڑی دور جانے کے بعد موسم صاف ہو گیا۔ گویا یہ ترشح موسم میں خوشگواری پیدا کرنیکے لئے تھا۔ اور راستہ کی گرد کو دبانے کیلئے الٰہی انتظام تھا۔

احمق ایسی باتوں کو معمولی بات سمجھ لیتا ہے۔ مگر مومن کی نظر میں یہ واقعات نشانات ہوتے ہیں۔ وہ تو برگ سبز کو بھی معرفت الٰہی کا ایک ورق سمجھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ بٹالہ سے قادیان تک کا سفر کیا۔ دہوپ سخت تھی۔ جو شخص ہندو رفیق سفر تھا۔ وہ یکہ میں ایسی طرف بیٹھ گیا کہ حضرت کو دہوپ رہے۔ مگر خدا کی قدرت کہ ایک بادلی اٹھی اور اس نے سایہ کر لیے ظللنا علیکم الغمام کی ایک پرانی اعجازی کیفیت کو زندہ کر دیا۔

اسیطرح کچھ شک نہیں یہ واقعہ نیچر کے معمولی واقعات میں سے ایک واقعہ ہے مگر اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کیطرف سے وہ آیۃ من آیات اللہ تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب بٹالہ پہنچے۔ اور ایک بجے کی گاڑی سے پٹھانکوٹ کو روانہ ہوئے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر جماعت بٹالہ موجود تھی۔ اور انہوں نے نہایت اخلاص و محبت سے اپنے آقا و سردار کو سوار کرایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی شفقت آمیز بے تکلفی

خدا کے برگزیدہ بندوں میں یہ ایک خوبی ہوتی ہے۔ کہ باوجودیکہ ان کے وجود ایک ہیبت اور رعب رکھتے ہیں۔ دوسروں کے قلوب پر ایک خاص ہیبت انکی ہوتی ہے۔ مگر بایں وہ کوئی ڈراونی ہستیاں نہیں ہوتیں اپنے خدام و احباب کے زمرہ میں وہ ایک شفقت آمیز بے تکلفی کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اپنی ذات کیلئے کوئی فوق اور بزرگی انکی خواہش میں نہیں ہوتی جو ان کے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے احباب میں بیٹھے ہوتے اور کسی بات پر ہنسی کا ایسا سلسلہ ہوتا کہ ایک اجنبی حیران ہو سکتا۔ مگر وہ ہنسی فطرت کا ایک پاک تقاضا اور محبت کا ایک کرشمہ ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جو حسن و احسان میں اپنے آقا اور باپ کی نظیر ہے۔ باوجودیکہ جماعت پر اسکی خاص ہیبت ہے۔ مگر وہ حلقہ خدام میں کبھی نعوذ باللہ ڈراونی ہستی ہو کر نہیں بیٹھا۔ اپنے خدام کے ساتھ ملکر جو ما حضر تھا۔ ریل میں تناول فرمایا۔ اور تھوڑی دیر ریل ہی میں آرام فرمایا۔ صبح کو پٹھانکوٹ پہنچے۔

پٹھانکوٹ

ڈلہوزی اور دہرم سالہ وغیرہ صحت افزا مقامات کو جانے کیلئے پٹھانکوٹ ایک داخلہ کا دروازہ ہے ان ایام میں ایسے مسافروں کا بڑا ازدہام ہوتا ہے۔ نماز فجر حضرت نے

خود پڑھائی۔ آپ کے لب و لہجہ میں ایک ذوقی کیفیت تھی۔ اور پوری صحت کے آثار کا جلوہ تھا۔ تمارسے فارغ ہوکر مجھے کچھ ہدایات دیں کہ میں آئندہ کے سفر کے متعلق کچھ انفرمیشن حاصل کروں۔ آپکی ہدایت کے ماتحت جو واقفیت میں نے بہم پہنچائی اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے اور یہ اس لئے دیدیتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کے لیئے مفید ہو۔

فلسفۂ تعلیم

"از حضرت امیر المومنین نورالدین رضی اللہ عنہ"

فضیلت سب سے اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ علم ہے کیا چیز اور وہ کیسی نعمت ہے۔ پھر دینی طور پر کیسی اور دنیوی طور پر کیسی؟

دینی رنگ قرآن مجید پر غور کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جو اعلم باللہ اور جامع کمالات نبوۃ والنسانیت ہیں) کو اللہ تعالیٰ نے ایک دعا تعلیم فرمائی۔ قل رب زدنی علما (اے میرے رب میرا علم زیادہ کر دے) (میں بھی کہتا ہوں رب زدنی علما آمین) تو پھر اور کون شخص ہے جسکو علم کی ضرورت نہیں۔ یہ آیۃ جہاں فضیلت علم کو ظاہر کرتی ہے۔ وہاں دوسری طرف ضرورۃ علم پر بھی دلیل ہے۔

بخاری صاحب نے بھی فضیلۃ علم میں ایک آیۃ لکھی ہے۔ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات واللہ بما تعملون خبیر یہ آیت بھی جامع ہے۔ اسمیں اس علم کو جو معاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جس سے انسانی نفوس کی تہذیب و اصلاح اور اس کے عقاید معاملات اور اعمال کی درستی مقصود ہے۔ آمنوا کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ایمان کے مدارج اعمال کیساتھ اسکا تعلق یہ کتاب الایمان میں گذر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ کہ مومنون کو اللہ تعالیٰ ایک رفعت شان عطا فرماتا ہے۔ اور صاحبان علم کے مدارج بھی بلند ہوتے ہیں۔ چونکہ بعض علوم ایسے ہیں۔ جن میں ایمان یا تزکیہ نفوس اور اصلاح اعمال کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیئے صاف الفاظ میں یہ آیت بحیثیت مجموعی علم کی فضیلت کو بتاتی ہے۔ اور پھر تحقیق کرکے جو یرفع اللہ الذین آمنوا منکم کو ہر علم الایمان کی فضیلت سمجھائی ہے۔

ان دو آیتوں کے سوا ایک تیسری آیت بھی ایک بزرگ نے فضل علم پر لکھی ہے۔ شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوالعلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم

اس آیت میں اللہ تعالے نے ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اہل علم میری ہستی پر گواہی دیتے ہیں اور میری وحدانیت پر بھی شہادت دیتے ہیں۔ چونکہ بعض نادان دنیا کار لوگ سائینس کے غلط استعمال اور عدم تدبر کیوجہ سے خدا کی ہستی کا انکار بھی کرتے ہیں اس لیئے اللہ تعالےٰ نے اپنی نہایت حکمت سے اس آیت میں ایک لفظ رکھدیا ہے جو ہمیشہ اسکی صداقت کو ظاہر کرتا رہیگا۔ اور وہ لفظ قائماً بالقسط ہے۔ کیا مطلب کہ وہ اہل علم جو صحیح علوم رکھتے ہوں اور قائم بالقسط ہو کر غور کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کے سچے علوم کبھی بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کے خلاف نہیں ہو سکتے اسی لیئے میں کہا کرتا ہوں۔ اور میرا مذہب ہے۔ کہ جوں جوں سائنس ترقی کریگا اور علوم بڑھیں گے اسیقدر قرآن کریم کی صداقت جلوہ گر ہوگی

غرض یہ تین آیات علم کی فضیلت پر میں خلاصۃً پیش کرتا ہوں۔ اور ان تینوں میں صحیح علوم کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی موجود ہے۔ پہلی آیت میں تو خود دعا ہی تعلیم کی ہے۔ دوسری میں رفع درجات کی خوشخبری ہے۔ اور تیسری میں اللہ تعالیٰ قائماً بالقسط اولوالعلم کی شہادت کو

اپنی ہستی اور وحدانیت پر پیش کرکے بتاتا ہے۔ ھو العزیز الحکیم ایسے قائماً بالقسط اہل علم جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ جو عزیز اور حکیم ہے۔ انکو بھی معزز بنا دیگا۔ اور حکمت کے چشمے ان کے لبوں سے جاری ہو جائیں گے۔

سچے اور صحیح علوم کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء خدا تعالیٰ کی خشیت ان عالموں کے قلوب میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس خشیت سے پھر حکمت کے خزانے ان کے سینوں سے نکلتے ہیں۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنی دی ہوئی دلایل فضیلت علم پر ہیں ان کے سوا ایک **عقلی دلیل** میری سمجھ میں آئی۔ اور پھر سچ پوچھو تو یہ **عقلی دلیل** بھی اسی کے فضل کا عطیہ ہے اور ان علوم سے پیدا ہوئی جو اسنے اپنے محض فضل سے عطا کئے۔ بہرحال وہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ دنیا میں جسقدر چھوٹے چھوٹے کام ہیں۔ جب ان کے ساتھ علمی رنگ آتا ہے۔ اور علم کے تعلق سے انکو کیا جاتا ہے۔ تو وہ عظیم الشان ہو جاتے ہیں۔ مثلاً چکی پیسنا۔ کپڑا بننا۔ دھونا۔ سینا۔ کپڑا کاٹنا۔ رنگ بنانا۔ حجامت کرنا۔ لوہاری کام۔ چمڑہ رنگنا۔ گاڑی چلانا۔ جوتا بنانا وغیرہ انہیں سے ایک ایک کام پر نظر کرو۔ جب یہ اپنی عام حالت میں کئے جاتے ہیں۔ تو عام لوگ۔ اسکو کوئی بڑا کام یا عزت کا کام نہیں سمجھتے مثلاً چکی پیسنا یہ معمولی کام ہے۔ لیکن جب اسکو انجن کے ذریعہ کیا جاوے اور علمی طاقت اس کے ساتھ ہو۔ تو وہی چکی پیسنے کا فعل جو معمولی اور ادنیٰ سمجھا جاتا تھا عظیم الشان سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب بڑے معزز اور مقتدر ہیں۔ ان کے ہاں فلور مل چلتی ہے گویا وہی آٹے پیسنے کی کل موجب فخر ہو گئی ہے۔

اسیطرح پر کپڑے بننے کا کام ایک ادنے درجہ کا کام سمجھا گیا تھا۔ لیکن جب علم نے اسکو بہتری کی اور مشینوں کے ذریعہ کپڑا تیار ہونے لگا تو یہی لوگ معزز و صاحب ثروت ہو گئے۔ اسی طرح کپڑے دھونے۔ سینے اور کاٹنے کے کام ہیں۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا یا سنا کہ وہ صرف کپڑے کاٹتا تھا۔ اور چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تھا۔ **کھٹیک کا** کام نہایت حقیر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج **دباغت کا فن** اور **موچی کا کام عجیب کام** ہے۔ اور چمڑے کی **فیکٹریوں کے** مالک بڑے آدمی ہیں۔ اسیطرح پر لوہے کا کام۔ **ڈرائیوری** وغیرہ

پس تم دیکھ لو کہ **علم** ادنیٰ چیزوں کو کسطرح اعلیٰ بنا دیتا ہے۔ میں نے ایک کتا دیکھا کہ اسکی قیمت بائیس سو روپیہ تھی محض اس لئے کہ وہ **شکار کا علم** جانتا تھا **معمولی باز** جو چیل ہی کی قسم کے ہوتے ہیں سو سو روپیہ قیمت پاتے ہیں کیوں؟ انمیں ایک علمی وصف ہوتا ہے اب یہ بات تم نے آسانی کے ساتھ سمجھ لی ہو گی۔ کہ

علم بڑی دولت ہے اور بڑی نعمت ہے،

علم کیلئے سفر ضروری ہے،

پھر علم کے حصول کے لئے یہ ضروری امر ہے۔ کہ سفر کیا جاوے میں اسپر بھی قرآن مجید ہی سے استدلال کرتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔ **فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ ... لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا** ۔ یعنی ہر جماعت میں سے کیوں چند لوگ سفر کیلئے نہیں نکلتے تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو بیدار کریں۔

یہاں علمی ترقی کے سامان ہیں

میں یہ امر اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت کے اظہار کیلئے بیان کرتا ہوں کہ یہاں علمی ترقی کے بہت سے سامان ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں۔ کہ یہاں **علمی ترقی** کے لئے بہت بڑے اسباب ہیں۔ اور پھر ایسی **علمی ترقی** جو دین و دنیا میں بھلائی کا ذریعہ ہو۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی کشمیر سے یہاں آکر رہے تو اس کا فرض ہے۔ ایران و عرب افغانستان یا ہندوستان سے آئے تو اسکا فرض ہے۔ کہ یہاں علمی ترقی کرے۔

پہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو علم حاصل کرنے کے لئے ایک لمبے سفر کی ضرورت پیش آئی اور انہوں نے سفر کیا قرآن مجید سے ظاہر ہے۔

صحابہ کے سفر حصولِ علم کیلئے

صحابہ نے حصول علم کیلئے جو سفر کئے ہیں ان کی تفصیل بڑی مہلت اور وقت چاہتی ہے۔ جابرؓ ایک صحابی کو معلوم ہوا کہ شام میں ایک حدیث ایک شخص کو آتی ہے۔ وہاں سے وہ ۳۰ پڑاؤ تھا ایک مہینے کے سفر کے بعد وہاں پہنچے۔ اور اس سے وہاں جاکر پوچھا کہ میں ایک حدیث کیلئے آیا ہوں۔ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہیں آتی ہے۔ اس نے کہا ہاں آتی ہے۔ کھڑے رہو میں سناتا ہوں چنانچہ اس نے وہ حدیث سنائی۔ اور جابر تو کھڑے ہی تھے حدیث سنکر کہا السلام علیکم اب جاتے ہیں۔ اتنا ہی کام تھا۔ اس ہمت مردانہ اور اولوالعزمی کو دیکھو کہ ایک حدیث کیلئے دو مہینے برابر سفر کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کیلئے کیسی محنت کی ضرورت ہے۔ امام بخاری نے تو حد ہی کردی ہے۔ یہ بخارا کے رہنے والے تھے جن دقتوں اور مشکلات میں انہوں نے جمع احادیث کے لئے سفر کئے ہیں۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حیرت ہوتی ہے۔ کہ یہ کس نفس کے آدمی تھے۔ آج بخارا میں ہیں۔ تو کل موصل۔ پرسوں مصر۔ اترسوں شام۔ بصرہ۔ کوفہ۔ مکہ۔ مدینہ غرض اس وقت کی اسلامی دنیا کے تمام ان مرکزوں میں پھر نکلے ہیں۔ جہاں وہ اپنے گوہر مقصود کا نشان پاتے تھے۔

ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میں گن نہیں سکتا کہ وہ کتنی مرتبہ مدینہ میں آئے۔

غرض علم کی تحصیل کے لئے سفر کی بڑی ضرورت ہے۔

اقسام العلوم

پھر یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ علم کے کتنے قسم ہیں۔ میں مختصراً بتاتا ہوں۔

علم حفظ النفس۔ یہ کبھی بلاواسطہ ہوتا ہے۔ اور کبھی بالواسطہ اصلاح النفس۔ ابقائے نفس۔ علم العقائد۔ علم اوامر الٰہیہ۔ علم نواہی اللہ۔ علم حساب۔ ہندسہ۔ مساحت علم الہوا۔ منطق۔ مبادی السنہ۔ طب۔ حفظ صحت دواسازی۔ تربیت اطفال۔ ہدایۃ الموسم۔ علم نباتات علم جمادات۔ حیوانات۔ جرثقیل۔ تعمیر۔ حرکت۔ سکون برق۔ مقناطیس۔ کیمیا (کیمسٹری) تجارت۔ زراعت قیافہ۔ ہیئت۔ مناظر۔ مرایا۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ سیاست قانون۔ علم تفریح۔ جسمیں مصوری۔ شاعری۔ موسیقی (معہ اپنی مختلف شاخوں کے) عروض و قافیہ و شعبدات شامل ہیں۔

اقسام ہیں علوم کے جو آجکل باآسانی انسان حاصل کرسکتا ہے۔

ایک بہت بڑی فروگذاشت

ایک بڑی غلطی! ایک بڑی فروگذاشت جو مسئلہ

فٹ نوٹ:۔ جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں لکھا ہے۔ اور انکی اپنی روایت میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بواسطہ پہنچی جسکو بالمشافہ میں نے آپ سے نہیں سنا تھا۔ اسکی تحقیق کیلئے میں نے ایک اونٹ خرید کیا اور اسپر پالان کسکر ایکماہ کا سفر قطع کرکے ملک شام میں داخل ہوا عبداللہ بن انیس صحابی کے دروازے پر پہنچکر دربان سے کہا اندر جاکر خبر دو کہ جابر دروازے پر کھڑا ہے۔ دربان نے خبر کی حکم ہوا دریافت کرو کون جابر؟ کیا جابر بن عبداللہ جابر نے کہا ہاں۔ عبداللہ بن انیس یہ سنکر بہت جلدی میں کپڑے سنبھالتے ہوئے نکلے سلام اور مصافحہ کے بعد جابر نے پوچھا۔ کہ تمہاری روایت سے مجھے ایک حدیث درباره قصاص پہنچی ہے جسکو میں نے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا میری یا تمہاری موت آجاوے اور اس حدیث سے محروم رہجاؤں۔ یہ سنکر عبداللہ بن انیس نے وہ حدیث بیان کردی۔

تعلیم میں ہوتی چلی آئی ہے ۔ اور جس پر توجہ نہیں کیجاتی ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ ہر مربی اور ہر باپ کے لئے یہ ضروری امر تھا کہ تعلیم شروع کرانے سے پہلے یہ غور کر لیا جاتا ۔ کہ کونسا علم بچہ کو سیکھنا چاہیئے ۔ جب یہ فیصلہ ہو جاتا پھر اس علم کے سیکھنے کی **ترکیب** اور پھر **ترتیب** کہ کونسا علم **مقدم** ہے کونسا **موخر** ہے ۔ پھر یہ دریافت کرنا کہ کس علم کی اس کی طبیعت سے مناسبت ہے ۔ اور اس کے لئے کیا اسباب اور وسائل حاصل ہیں ۔ بڑے بڑے مشورے اور غور و فکر کی اس کے لئے ضرورت ہے ۔ مگر ان سوالوں پر آج کوئی غور نہیں کرتا ۔

میں نے اس سوال کو بھی قرآن کریم سے حل کیا ہے ۔ سورہ رحمٰن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ والسماء رفعھا و وضع المیزان ۝ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ۝ وزن ضروری ہے ۔ دوسری جگہ فرمایا والوزن یومئذ الحق اور

الٰہی ترتیب اللہ تعالےٰ کے کاموں میں بھی ایک ترتیب موجود ہے ۔ اور وہ ایسی ترتیب ہے ۔ کہ تمام امور میں وہی مراتب ستہ پائے جاتے ہیں ۔ جب تک وہ تکمیل نہیں ہوتی ۔ اور اللہ تعالےٰ نے انسانی تکمیل میں اس مثال کو دکھایا ہے کہ پہلے **نطفہ** پھر **علقہ** پھر **مضغہ** وغیرہ مراتب سے گذرتا ہوا بالآخر انسان سمیع و بصیر ہو جاتا ہے ۔ اسیطرح پر اگر تحصیل علوم کیلئے ترتیب کو مد نظر نہ رکھا جاوے ۔ تو سخت غلطی پیدا ہوتی ہے ۔ اور اس امر کو مد نظر نہ رکھنے کی وجہ سے آج **مسئلہ تعلیم** میں مشکلات بھی پیدا ہو رہی ہیں ۔ پس علوم میں ایک **ترتیب** ہو ۔

برداشت کی قوت کا اندازہ علوم کی ترتیب کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ طالب علم کسقدر محنت برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہے ۔ اس کے قوے ۔ فہم وغیرہ کو دیکھنا چاہیئے ۔ جو بات بچہ نہیں سمجھ سکتا ۔ اس کا ذکر مت کرو ۔ اور جس قدر محنت وہ آسانی کے ساتھ برداشت کر سکتا ہے ۔ ان امور کے لئے بھی **مشورہ** کی ضرورت ہے ۔

قرآن مجید شاورھم فی الامر اور امرھم شوریٰ بینھم کی تعلیم دیتا ہے ۔

غرض **انتخاب علوم** ۔ اسکی **ترتیب** ۔ **حصول علم کے اسباب** اور بچہ کی قوت برداشت وغیرہ پر پورا غور و فکر اور باہم مشورہ کرنا چاہیئے ۔ (باقی پھر کبھی)

درس القرآن فی رمضان

پہلا روزہ

از افادات حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب زاد اللہ مجدہٗ

(مولانا شاہ صاحب نے جو درس قرآن کریم ماہ رمضان میں دینا شروع کیا ہے ۔ بطور نمونہ اس کے کچھ نوٹ ہدیہ ناظرین الحکم ہیں ۔ احباب اس مائدہ روحانی سے بہرہ ور ہو کر شاد کام ہوں ۔ (اکمل)

(ا) سورہ فاتحہ میں پہلے معرفت اسمی کرائی پھر رب العالمین رحمٰن رحیم ۔ مالک یوم الدین سے معرفت صفتی کرائی ۔ یہ ام الصفات ہیں ۔ اس کے بعد **شہود** کا مرتبہ ہے ۔ جسکی وجہ سے **ایاک نعبد** کا کلمہ منہ سے نکلتا ہے ۔

(ب) سعید بندہ وہی ہے جو اپنے مالک کی اطاعت میں فنا اس کے رنگ میں رنگین ہو ۔ پس مومن کو چاہیئے کہ اپنے مولیٰ کے صفات اس سے ظاہر ہوں ۔ ربوبیت ۔ رحمانیت ۔ **مالکیت** کا پر تو اس کے اقوال و افعال سے ملے اور جب اسکی یہ حالت ہو گی

تو وہ تمام مخلوق کو محتاج سمجھے گا۔ اور موحد کامل ہوگا۔ تب وہ
ایاك نستعین اور اهدنا الصراط المستقیم کی دعا سے
ان تمام انعامات کا طالب ہوگا۔ جو انبیاء و صدیقین پر ہوئے۔

۲۔ الٓمٓ۔ حروف مقطعات کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔
(۱) اسماء الٰہی (۲) اسماء الٰہی کے جزو (۳) نبی کریم کا نام
(۴) قرآن مجید کا نام (۵) سورۃ کا نام۔ دراصل سب روایات
درست ہیں تمام سورتیں بلاتشبیہ اس شہنشاہ کے پروانے
ہیں۔ اپنی رعایا کے نام۔ اور ہر سورۃ کا مضمون کسی نہ کسی
صفت کی ماتحت ہے۔ پس یہ مقطعات خلاصہ ہیں۔ ان
اسماء و صفات الٰہی کا جن کے مطابق وہ حکم دیا گیا۔ اور عنوان
اس دعویٰ کا جس کے بیشمار دلائل اس سورۃ میں دیے جاتے ہیں۔

(ب) الٓمٓ یہ قرآن مجید میں ۶ یا ۱۴ سورتوں کے اول
میں آتا ہے۔ اور سب میں کتاب کا نازل کرنے کا ذکر ہے جس سے
یہ پتہ لگتا ہے کہ الٓمٓ ان اسماء الٰہی کا مخفف ہے جن کا
کتاب کے اتارنے کے ساتھ تعلق ہے۔ سورۃ بقرہ کی ابتدائی
آیات سورۃ لقمان کی ابتدائی آیات سے بالکل مطابق ہیں۔
مقابلہ کرکے دیکھئے۔

۳۔ سورۃ بقرہ میں دعویٰ کیا ہے۔ ذلك الكتاب لا ریب فیه
ریب کے معنی **ہلاکت** لفظوں کے لحاظ سے درست نہیں
(بطون کے لحاظ سے الگ بات ہے) ریب کے معنی ہلاکت اسوقت
ہوتے ہیں جو منون کے ساتھ آئے۔ (ریب المنون)
(۱) ذلك الكتاب۔ یہی کتاب ہے جس کے مقابل میں اور کوئی کتاب
کتاب کہلانے کی مستحق نہیں۔ (۲) یہ وہ موعود کتاب ہے

۴۔ هدی للمتقین۔ پہلے ضرورت ثابت کی۔ پھر دلائل صداقت
دیگا۔ (ب) متقی کے معنی بچنے والا عذاب اور رنگ الٰہی کا
(ج) یہ کتب الٰہیہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔ کہ تین اصولی باتیں متقی
بننے کیلئے ضروری ہیں۔ (۱) غیب کی چند باتیں ماننے۔
(۲) کچھ پوجا بھی کرے۔ (۳) کچھ اپنے مولیٰ کیلئے خرچ
کرے۔ یہ کہہ کر بتایا۔ کہ دنیا کے اور مذاہب تو متقی کے
درجہ تک پہنچانے کے مدعی ہیں۔ مگر قرآن مجید کی نسبت
خدا فرماتا ہے۔ کہ یہ متقیوں کو بھی آگے ترقی دلاتی ہے۔
مفسرین یہ نکتہ نہ سمجھے تو بہت مشکلات میں پڑے
حالانکہ خاتم النبیین کے مرتبہ میں بھی یہی حکمت تھی۔ کہ اور
نبیوں کے امتی محدث کے مرتبہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ مگر محمد
رسول اللہ کے متبع اکمل نبی بھی بن سکینگے۔

(ب) کہا جاسکتا تھا۔ کہ اگر اسلام ایک کالج کی حیثیت رکھتا
ہے۔ تو ہم پہلے اپنے مذہب کے مدرسہ میں تعلیم پوری کرینگے
پھر کالج دیکھا جائیگا۔ جواب دیا گیا۔ کہ ہمارا کالج ایسا
ہے۔ کہ اس کے ساتھ ہی مدرسہ بھی ہے۔ تم کالج کی صلاحیت
جبھی حاصل کروگے۔ کہ ابتدائی تعلیم بھی ہماری یونیورسٹی کے
نصاب کے ذریعہ حاصل کرو۔ کہ الٰہی گورنمنٹ میں اب کوئی اور
نصاب مقبول نہیں۔

(ج) یؤمنون بالغیب اس زمانہ میں وہی بنے گا۔ جو
ما انزل من قبلك کے علاوہ ما انزل الیك پر
بھی ایمان لائے۔ پس مشرک یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت
ہوئی اور وہ متقی ہونے کا دعوے نہیں کرسکتے۔ کیونکہ
انہیں ما انزل الیك پر ایمان لانیکی کمی ہے۔ اس زمانے
میں **غیر احمدی** بھی نکل گئے۔ کہ وہ بالآخرۃ (پیچھے
آنیوالی وحی مسیح موعود) پر ایمان نہیں لاتے۔ اگر آخرۃ کے
معنی قیامت کے لیں تو بھی درست۔

۵۔ هم المفلحون۔ فلح کے معنے نقصان سے بچنے والا۔
مقصد کو پانیوالا۔ اسمیں بتایا کہ متقی کو کیا ترقی ملیگی

۶ - ان الذین کفروا - وہ جن پر اتمام حجت ہو جائے - اور پھر ضد سے مانتے نہیں - ایسے لوگوں کے نشان بتائے کہ وہ انذار و عدم انذار کو برابر سمجھتے ہیں -

۷ - ختم اللہ - یہ بتانا تھا - کہ ایسے کفار کے دل ضد و انکار سے ایسے ہو چکے ہیں - جیسے کسی چیز پر مہر لگا دیں - استعارہ میں بتا دیا - اور چونکہ ہر فعل کا نتیجہ پیدا کرنا خدا کا کام ہے اس لیئے اس مہر کی خدا کیطرف نسبت ہوئی - اور فرمایا - ختم اللہ علی قلوبھم - یہ نتیجہ ہے - اس ضد و انکار کا جو عمداً ان کفار نے اختیار کیا - فطبع اللہ علیھم بکفرھم میں یہ مضمون کھولدیا -

۸ - آمنا باللہ - یعنی زبان سے کہتے ہیں - کہ اول سے آخر تک سب کچھ مانا - فرمایا - ایمان کے دو جزو ہیں اقرار باللسان (تسلیم) وہ تو ہے مگر تصدیق بالقلب نہیں اس لیئے وما ھم بمؤمنین -

۹ - یخدعون اللہ - دہوکہ دیتے ہیں - خفیہ تدبیرِ نقصان پہنچانے کی کوشش - مگر خدا تو عالم الغیب ہے پس اسے کون دہوکہ دے سکتا ہے - منافقوں کا یہ عندیہ بتاکر دکھایا کہ خدا پر درحقیقت ایمان نہیں رکھتے - پس ملامت کے لیئے فرمایا کہ تم اپنے افعال سے یہ بتا رہے ہو - کہ جو ایمان تم خدا پر ظاہر کرتے ہو - وہ درحقیقت ایمان نہیں پس یہ دہوکہ اپنی جانوں سے ہے - نہ کہ خدا اور مومنوں سے کیونکہ ان پر تو یہ داؤ چل نہیں سکا - وہ تو فریقین کے ساتھ تعلقات رکھتے ہوئے فائدے کی امید میں ہیں - مگر حالات ایسے ہیں - کہ نہ خدا راضی نہ مومن اور نہ کفار - پول کھل گیا اور دونوں طرف سے راندے گئے -

۱۰ - فی قلوبھم مرض - محبت مال و محبت جاہ مرض ہے جب اردگرد کے لوگوں کا جو مسلمان تھے مال و جاہ بڑھنے لگا تو ان کو اور بھی خواہش ہوئی وہ تلملانے لگے -

۱۱ - بما کانوا یکذبون - بہ سبب ہمیشہ جھوٹ بولنے کے -

۱۲ - لا یشعرون - اسمیں بتایا کہ ایسی سمجھ ماری گئی ہے - وہ فساد و اصلاح میں امتیاز نہیں کر سکتے اسلیئے لا تفسدوا کے جواب میں انما نحن مصلحون کہتے ہیں -

۱۳ - اذا قیل لھم آمنوا - بعض مفسرین نے لکھا ہے - کہ آمنوا کہنے والے مسلمان تھے - میرے نزدیک یہ صحیح نہیں - کیونکہ منافق بزدل ہوتا ہے - وہ انؤمن کما آمن السفہاء نہیں کہہ سکتا - بلکہ ان کے لیئے تو آیا ہے کہ وہ واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا - یہ آمنو قول کفار کا ہے - یہ دکھایا کہ منافقین کی کوشش تو کفار کی نظر میں اپنا اعزاز قائم کرنے کی تھی - مگر اُن کی حرکات سے یہ حالت ہوئی کہ کفار بھی بدظن ہو کر کہنے لگے - کہ جاؤ الناس (حقارت سے کہا) کی طرح تم بھی مسلمان ہو جاؤ - اس پر منافق کہتے ہیں - ہم تو انہیں بے سمجھ جانتے ہیں - فرمایا بے سمجھ تو وہ ہیں - جو مسلم و کافر کے نمایاں امتیاز اور نصرت الٰہی اور روز افزوں ترقی کو نہیں دیکھتے -

۱۴ - اللہ یستہزئ بھم - اللہ ان کے استہزاء کی سزا عمل کے مشابہ دے گا - جو اعمیہ لسبتہ منلد ہے یہ واضح ہوتا ہے - کہ یہ محاورہ عرب ہے - حرف بدی اور سزا میں مشابہت کیلیئے وہی لفظ استعمال فرمایا - (ب) ویمدھم مہلت دے گا - ان کو -

منافق دو قسم کے تھے - ایک وہ جو داخل ہو کر مشکلات سے

۱۵ - گھبرائے - دوسرے جو ابھی طور پر بھی داخل نہ ہوئے - مذبذب ہیں - دونوں کی مثال دی -